Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

Contemporary Challenges and the Role of Women in Da'wah: An Analytical Study in the Light of Islamic Teachings

عصر حاضر کے چیلنجز اور خواتین کا دعوتی کردار: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

Authors Details

1. **Nabvi Shaheen** (Corresponding Author)
   MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, Minhaj University Lahore, Pakistan. shaheenab9423@gmail.com
2. **Rimsha Mouzam**
   MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, Minhaj University Lahore, Pakistan.
3. **Bisma Ali**
   MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, Minhaj University Lahore, Pakistan.

Citation

Shaheen, Nabvi, Rimsha Mouzam, and Bisma Ali." Contemporary Challenges and the Role of Women in Da'wah: An Analytical Study in the Light of Islamic Teachings."*Al-Marjān Research Journal*, 3,no.2, April-June (2025): 679–691.

Submission Timeline

Received: Mar 21, 2025
Revised: April 08, 2025
Accepted: April 25, 2025
Published Online:
May 16, 2025

Article QR

Publication, Copyright & Licensing

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.
All Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL
ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE
HJRS HEC Journal Recognition System

Contemporary Challenges and the Role of Women in Da'wah: An Analytical Study in the Light of Islamic Teachings

عصر حاضر کے چیلنجز اور خواتین کا دعوتی کردار: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

☆ نبوی شاہین ☆ رمشاء معظم ☆ بسمہ علی

Abstract

This research paper presents a comprehensive and analytical study of the role of women in Islamic da'wah (religious outreach) in the light of Islamic teachings. It underscores that the responsibility of inviting others to Allah is not confined to men; rather, women, too, have been entrusted with this noble duty. The study explores the historical role of women, especially the mothers of the Believers and female companions of the Prophet Muhammad ﷺ, in spreading the message of Islam and participating actively in religious, social, and moral reforms. Drawing on the Qur'an, Sunnah, and Seerah, the paper highlights essential qualities for female da'wah workers, such as sound knowledge, piety, wisdom, and cultural awareness. Furthermore, it examines the multifaceted contemporary challenges women face today, including atheism, Western feminist ideologies, cultural liberalism, and the negative influence of digital and social media. The paper stresses that these challenges demand a renewed, well-grounded, and context-sensitive da'wah approach by women. The research concludes with practical suggestions and a framework that empowers women to engage in meaningful and impactful da'wah, balancing traditional Islamic values with an understanding of modern societal trends. Through strategic methods and educational reform, women can play a transformative role in guiding individuals and society toward spiritual and ethical renewal.

Keywords: Women, Islamic Da'wah, Contemporary Challenges, Female Companions, Religious Education

تعارف موضوع

دعوتِ دین اسلام کا ایک ہمہ گیر اور بنیادی فریضہ ہے جو ہر مسلمان مرد اور عورت پر یکساں طور پر عائد ہوتا ہے۔ قرآن و سنت میں مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین کو بھی اس مبارک عمل کا حصہ بنایا گیا ہے۔ خواتین نے اسلام کے ابتدائی دور میں نہ صرف دین کی تعلیم حاصل کی بلکہ اس کی اشاعت، فہم و تفہیم، اور عمل کے میدان میں فعال کردار ادا کیا۔ امہات المؤمنین، صحابیات، اور دیگر نیک صالح خواتین نے تبلیغِ دین میں مؤثر انداز اختیار کیا اور سماجی سطح پر مثبت اثرات مرتب کیے۔ تاہم عصرِ حاضر میں خواتین کو مختلف فکری، سماجی، اور تکنیکی چیلنجز کا سامنا ہے جن میں مغربی تہذیب کی یلغار، نسوانی تحریک کے انتہا پسندانہ رجحانات، سوشل میڈیا کی گمراہی، اور الحاد جیسے رجحانات نمایاں ہیں۔ ایسے میں دعوت کے مؤثر اسلوب، فکری بصیرت، اور شرعی رہنمائی کی ضرورت اور بڑھ گئی ہے۔ یہ تحقیق اسی پس منظر میں کی گئی ہے تاکہ اسلامی نصوص اور دعوتی

☆ ایم فل اسکالر، شعبہ اسلامیات، منہاج یونیورسٹی لاہور، پاکستان۔
☆ ایم فل اسکالر، شعبہ اسلامیات، منہاج یونیورسٹی لاہور، پاکستان۔
☆ ایم فل اسکالر، شعبہ اسلامیات، منہاج یونیورسٹی لاہور، پاکستان۔

روایت کی روشنی میں خواتین کے دعوتی کردار، موجودہ چیلنجز اور ان کے تدارک کے مؤثر ذرائع کا جائزہ لیا جا سکے اور ایک جامع و معتدل دعوتی فریم ورک فراہم کیا جا سکے جو عصرِ حاضر میں خواتین کی رہنمائی کرے۔

داعیہ کی اہمیت

ایک بندے کا مقام اللہ کی بندگی کرنا ہے۔ وہ نماز، روزہ، زکوۃ اور حج و عمرہ کی ادائیگی کے ذریعے، اخلاقی صفات کا مظاہرہ کرنے کے ذریعے، بندوں سے اپنے معاملات ہدایت ربانی کی روشنی میں طے کرنے کے ذریعے، خدا کے آگے اپنی عبودیت، بندگی اور عجز کا اظہار کر رہا ہوتا ہے۔ لیکن جب وہ دعوت الی اللہ کا فریضہ انجام دینے کھڑا ہو جاتا ہے۔ تو اس کا اعزاز یہ ہوتا ہے کہ وہ انصارُ اللہ (اللہ کا مددگار)

کا رتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ اللہ رب العزت بزبانِ قرآن فرماتے ہیں:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْۤ اِلَى اللّٰهِ ط قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ [1]

"اے مومنو! اللہ کے مددگار ہو جاؤ۔ جیسے عیسیٰؑ ابن مریمؑ نے حواریوں سے کہا کہ (بھلا) کون ہیں جو اللہ کی طرف (بلانے میں) میرے مددگار ہوں؟ حواریوں نے کہا کہ ہم اللہ کے مددگار ہیں"

خواتین اور فرائض دعوت دین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بلاشبہ ساری دنیا کے لیے خدا کے آخری پیغمبر ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اس ذمہ داری کو ادا کرنے کی کیا صورت ہے؟ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امت اس کار نبوت کی ذمہ دار ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں براہ راست اس فریضے کو سر انجام دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ کام بلاواسطہ طور پر آپ صلی الل علیہ وسلم کی امت کے ذریعے انجام پائے گا۔ اس امت کی لازمی ذمہ داری ہے کہ وہ نسل در نسل ہر زمانے کے لوگوں کے سامنے اس دین کا پیغام پہنچاتی رہے قرآن حکیم فرقان حمید میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:۔

"يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ" [2]

"اے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم! جو ارشادات اللہ کی طرف سے تم پر نازل ہوئے ہیں۔ سب لوگوں کو پہنچا دو اگر ایسا نہ کیا تو تم اللہ کے پیغام پہنچانے میں قاصر رہے (یعنی پیغمبر کا فریضہ ادا نہ کیا)"

بلاشبہ اللہ رب العالمین نے پیغمبروں کے انتخاب میں مردوں کو ذمہ دار اور موصول کی حیثیت سے نامزد کیا۔ لیکن اس پیغمبرانہ مشن کو آگے لے کر چلنے میں کسی صنفی امتیاز کی نشاندہی نہیں کی بلکہ آیات اور حدیث مبارکہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس فرض کے ذمہ دار مرد اور خواتین دونوں ہیں۔

" وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰۤئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ" [3]

---

[1] Al-Ṣaff, 61:14.

[2] Al-Māʼida, 5:6.

[3] Al-Tawba, 9:71.

"اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں کہ اچھے کام کرنے کو کہتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور نماز پڑھتے اور زکوۃ دیتے اور اللہ اور اس کے پیغمبر کی اطاعت کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن پر اللہ رحم کرے گا بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے"

اسی طرح خواتین کو دعوت دین کی ذمہ داری تفویض کرتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کو مخاطب کرتے ہوئے بزبانِ قرآن ارشاد فرمایا:

"وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا "[4]

"اور تمہارے گھروں میں جو اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور حکمت کی باتیں سنائی جاتی ہیں ان کو یاد رکھو بے شک اللہ باریک بین اور باخبر ہے"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دینی تعلیمات کو سننے، انہیں محفوظ کرنے، ان سے احکامات کرنے اور انہیں دوسروں تک پہنچانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالی عنہ اور دیگر صحابیات رضی اللہ تعالی عنہم نے اپنا اہم کردار ادا کیا۔

حضرت خدیجہؓ کا دعوتی کردار

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ عظیم المرتبت خاتون ہیں جنہیں ام المؤمنین کا شرف حاصل ہے۔ آپ نہ صرف رسول اللہ ﷺ کی پہلی زوجہ تھیں بلکہ اسلام کی پہلی داعیہ، مددگار اور مخلص ساتھی بھی تھیں۔ ان کا دعوتی انداز نہایت حکیمانہ، صابر، ثابت قدم اور محبت بھرا تھا۔ جب نبی کریم ﷺ پر پہلی وحی **نازل** ہوئی اور آپ ﷺ گھر تشریف لائے تو حضرت خدیجہؓ نے آپ کو حوصلہ دیا۔ اللہ پر یقین دلایا۔ اور فرمایا:

"اللہ آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی مدد کرتے ہیں۔"[5]

یہ الفاظ دعوتی اسلوب میں حوصلہ افزائی، خیر خواہی اور مثبت انداز کی بہترین مثال ہیں۔ حضرت خدیجہؓ نے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی نبوت کو قبول کیا اور اسلام کی پہلی داعیہ بن گئیں ان کی اسلام پر پہلی تصدیق نے نبی اکرم ﷺ کے دل کو مضبوطی دی۔

"حضرت خدیجہؓ سب سے پہلی خاتون تھیں جنہوں نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی"[6]

حضرت خدیجہؓ نے اپنا مال و دولت اللہ کے دین کے لیے وقف کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے خدیجہؓ کے مال سے بھی فائدہ پہنچا اور ان کے دل کی محبت سے بھی۔"[7]

شعب ابی طالب کے سخت محاصرے میں حضرت خدیجہؓ نے تین سال تک بھوک، پیاس اور تکلیف برداشت کی لیکن دعوتِ دین سے پیچھے نہ ہٹیں شعب ابی طالب میں سختیوں کے باوجود حضرت خدیجہؓ صبر، ایمان اور استقامت کی چٹان بنی رہیں۔ اور صبر و استقامت کو ہاتھ سے نہیں جانے

---

[4] *Al-Aḥzāb, 33:34.*

[5] Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Riyadh: Dār as-Salām Publishers, 1428 AH/2007), Kitāb Bidāyat al-Waḥy, Ḥadīth no. 4953.

[6] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Riyadh: Dār as-Salām Publishers, 1428 AH/2007), Kitāb Faḍā'il aṣ-Ṣaḥāba, Ḥadīth no. 6278.

[7] Ibn Kathīr, Ismāʿīl ibn ʿAlī, *Al-Bidāya wa an-Nihāya* (Beirut: Dār al-Fikr, 1409 AH/1988), 3:46.

دیا بلکہ حضرت خدیجہؓ نے شعبِ ابی طالب کی سختیاں صبر کے ساتھ برداشت کیں۔[8]

دعوت کے راستے میں مشکلات، طنز، معاشرتی دباؤ آئیں گے لیکن صبر و ثبات ہی کامیابی کی کنجی ہے۔ آج کی خواتین بھی اپنے گھروں اور معاشرت میں دین کی سچائی کی سب سے پہلی گواہ بنیں۔ مایوس دلوں کو تسلی دیں۔ مثبت سوچ اور اعتماد کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں دین کی محبت بیدار کریں۔ آج کی خواتین کو خدمتِ خلق میں آگے بڑھنا چاہیے۔ فلاحی کاموں، تعلیمی اداروں اور دینی سرگرمیوں میں مالی و عملی تعاون کریں۔

حضرت خدیجہؓ نے دعوتِ دین کو محبت، ایثار، قربانی، دعا اور صبر سے پروان چڑھایا۔ ان کا اسلوب منفی زبان یا سختی پر نہیں بلکہ محبت، عزت اور حکمت پر مبنی تھا۔ عصرِ حاضر کی داعیات اگر حضرت خدیجہؓ کا دعوتی اسلوب اپنائیں تو ان تمام مشکلات کا سامنا کیا جا سکتا ہے جو دعوت کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ یا رکاوٹ بن سکتی ہیں اور تو گھروں میں محبت اور دینی فضا قائم ہو سکتی ہے۔ معاشرتی برائیاں ختم ہو سکتی ہیں۔ اخلاقی بیداری ممکن ہو سکتی ہے۔

اصلاح معاشرہ میں سیدہ عائشہ کا کردار

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا کردار اس حوالے سے اپنی مثال آپ ہے۔ آپ اسلام کی ممتاز اور جلیل القدر خواتین میں سے ہیں۔ آپ نہ صرف رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہرہ تھیں بلکہ علم، فہم دین، اور دعوتِ دین کے میدان میں ایک بے نظیر شخصیت بھی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خصوصی طور پر خواتین کو دین کی تعلیم دی۔ ان کی علمی مجلسیں خواتین کی تربیت اور شعورِ دین میں اہم کردار ادا کرتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دینی مسائل پر گہری بصیرت حاصل تھی۔ آپ سوالات کا جواب دیتیں، خواتین کی رہنمائی کرتیں اور غلط فہمیوں کو رفع کرتیں تھی۔ یہ سب دعوت کا اہم حصہ ہے۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔

کہ قدیم زمانہ میں یہودیہ عورتوں میں جو بداخلاقیاں پھیل گئیں تھیں ان میں ایک یہ تھی کہ جن عورتوں کے بال جھڑ جاتے تھے وہ مصنوعی بال لگا دیتی تھیں، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مسلمان عورتوں کو اس سے منع فرما دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد جب مسلمان عورتوں نے بھی یہی روش اختیار کی تو صحابیات رضی اللہ عنہن نے اس پر شدت سے روک ٹوک کی۔ یہاں تک کہ حدیث مبارکہ میں ہے:

"حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، قَالَ: دَخَلَتْ امْرَأَةٌ عَلَى عَائِشَةَ فَقَالَتْ: إِنَّ لِي جَارِيَةً تَزَوَّجَتْ، وَإِنَّهَا اشْتَكَتْ فَتَمَرَّقَ شَعْرُهَا، أَفَأَصِلُهُ؟ فَقَالَتْ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ"[9]

ایک دفعہ کسی عورت نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ "میری بیٹی دلھن بنی ہے لیکن بیماری سے اس کے بال جھڑ گئے ہیں کیا مصنوعی بال جوڑ دوں؟" فرمایا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس قسم کی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے۔"

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ نے ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ سے روایت نقل کی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ:

"عَنْ عَائِشَةَ، قِيلَ لَهَا: إِنَّ امْرَأَةً تَلْبَسُ النَّعْلَ. فَقَالَتْ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الرَّجُلَةَ مِنَ النِّسَاءِ"[10]

---

[8] Ibn Hishām, ʻAbd al-Malik, *Sīrat Ibn Hishām* (Lahore: Dār as-Salām Publishers, 1426 AH/2005), 1:270–272.

[9] Aḥmad ibn Ḥanbal, *Musnad al-Imām Aḥmad ibn Ḥanbal* (Beirut: Mu'assasat ar-Risāla, 1422 AH/2001), Ḥadīth no. 25166.

[10] Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ash'ath, *Sunan Abī Dāwūd* (Riyadh: Dār as-Salām, 1429 AH/2008), Kitāb al-Libās, "Bāb fī Libās an-Nisā'," Ḥadīth no. 4099.

"عائشہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: "ایک عورت مردوں والی جوتی پہنتی ہے۔" انہوں نے فرمایا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورت پر لعنت فرمائی ہے جو لباس اور وضع قطع میں مردوں سے مشابہت کرتی ہے۔"

ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک عورت کو دیکھا کہ اس کی چادر میں صلیب کے نقش و نگار بنے ہوئے ہیں۔ اسی وقت ڈانٹا کہ چادر اتار دو۔ اور فرمایا: " **لو رآه رسول الله ﷺ لَقَطَعَه** "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے کپڑوں کو دیکھتے تھے۔ تو پھاڑ ڈالتے تھے"[11]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا دعوتِ دین میں کردار نہایت مؤثر، منفرد اور جامع تھا۔ یہاں ایک اہم سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ کیا آج کی داعیات کے اندر یہ فکری اور حکمت پر مبنی جذبہ موجود ہے؟ اگر نہیں تو اس کی وجہ علم اور حکمت کی کمی اور کردار و عمل کا تضاد ہے۔ بعض اوقات دعوت دینے والی خواتین خود لباس، گفتگو اور طرزِ زندگی میں اسلامی معیار پر پوری نہیں اترتیں، جس سے ان کی دعوت کا اثر کم ہو جاتا ہے۔ آج اسلام کی دعوت دینے والی خاتون کا اس حدیث اور اس کے پیغام کے تناظر میں کردار نہایت اہم اور وقت کی ضرورت ہے، کیونکہ موجودہ دور میں مصنوعی زیبائش کا رواج عام ہے۔

خوبصورتی کے غیر حقیقی معیار نے نوجوان لڑکیوں کو ذہنی دباؤ میں مبتلا کر رکھا ہے۔ سوشل میڈیا نے ظاہری نمائش کو اہم بنا دیا ہے۔ ایسے حالات میں داعیہ کو خواتین اور نوجوان لڑکیوں میں فطری خوبصورتی، قناعت اور دین کے مطابق سادگی کا شعور پیدا کرنا چاہیے۔ (لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم) آج کی داعیہ صرف فتویٰ سنانے والی نہ ہو، بلکہ ماں، بہن، مشیر کی طرح محبت سے بات کرنے والی ہو۔ دین کی فہم اور زمانے کی ضرورت کو ساتھ لے کر چلے۔ تاکہ دعوت مخاطبین کے لیے موثر بن سکے۔ ان کا علمی، دعوتی، سماجی اور فقہی کردار امت مسلمہ خصوصاً خواتین کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ آج کے دور میں ان کے اسوہ کو اختیار کر کے خواتین دین کی تعلیم، تبلیغ اور اصلاحِ معاشرہ میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔

دعوت حق میں سیدہ زینب کا کردار

اسلامی شریعت میں ماحول کے آگے سر جھکانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مشرک قوم میں بعثت ہوئی۔ جو بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ رشتے ناطے توڑتے تھے اور لوگوں پر ناحق ظلم و زیادتی کرتے تھے۔ تو آپ نے اس ماحول کے سامنے سر نہیں جھکایا اور سورۃ الحجر میں اللہ رب العزت نے فرمایا ہے:

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ[12]

جو حکم آپ کو کیا جا رہا ہے اسے کھول کر سنا دیجئے اور مشرکوں سے منہ پھیر لیجئے"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا کہ حق کا کھلم کھلا اعلان کریں اور مشرکوں سے منہ پھیر لیں۔ جب تک آپ کا مشن مکمل نہیں ہو جاتا۔ اسی طرح اس آیت مبارکہ کا عملی ثبوت ہمیں سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کی سیرت میں نظر آتا ہے۔ جس طرح کربلا کے میدان میں انہوں نے شجاعت اور بہادری کا مظاہرہ کیا۔ مورخین اس پر گواہ ہیں۔

حافظ حزیمہ اسدی روایت کرتے ہیں۔

"حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد میں کوفہ گیا تو سیدہ زینب کبریٰ رضی اللہ عنہا سے بہتر تقریر کرنے والا میں نے کسی کو نہ

---

[11] Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-Libās, "Bāb at-Taṣālīb fī ath-Thiyāb," Ḥadīth no. 5954.

[12] Al-Ḥijr, 15:94.

پایا، یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی زبان تھی، جو ان کے دہن سے ہو رہی تھی۔"[13]

سیدہ زینبؓ نے کربلا کے بعد جس جرات اور بصیرت سے باطل حکمران یزید کے دربار میں حق کی گواہی دی، وہ اسلامی تاریخ کا انمول باب ہے۔ آج جب دنیا فکری و اخلاقی انحطاط کا شکار ہے، تو یہ سوال اہمیت اختیار کرتا ہے کہ کیا عصر حاضر کی مسلم خواتین داعیات اس کردار کو اپنائے ہوئے ہیں؟ کیا وہ بھی اتنی ہی جرات، علم، فہم اور دینی بصیرت کے ساتھ دعوتِ دین کا فریضہ ادا کر رہی ہیں؟ اگر نہیں تو اس کی وجہ شخصیت سازی کی کمی، جذباتی یا سطحی دعوت اور باطل نظریات کے خلاف خاموشی اختیار کرنا ہے۔ اور دعوت کو مشن کی بجائے پیشہ کے طور پر اختیار کرنا ہے۔

آج کی داعیات کے لیے سب سے بڑا سبق یہی ہے کہ باطل نظام یا ظالمانہ رویوں کے سامنے خاموشی اختیار نہ کریں بلکہ حضرت زینبؓ کی طرح جرات سے سچ بولیں۔ حضرت زینبؓ نے جذبات کے بجائے علمی انداز اور قرآن کی روشنی میں بات کی۔ سیدہؓ نے یزید کو للکار کر فرمایا:

" وَتُعِزُّ مَنۡ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنۡ تَشَآءُ "[14]

"اللہ جس کو چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلت دے"

عصر حاضر کی خواتین داعیات کو چاہیے کہ علم سے لیس ہوں تاکہ مؤثر انداز میں باطل کا رد کر سکیں۔ اس کے لیے اسلامی غیرت، علم اور بصیرت کو فروغ دینا ہو گا۔ آج خواتین کو چاہیے کہ وہ اسلام کی خدمت کے لیے دنیاوی آسائشوں کی قربانی دینے کا جذبہ پیدا کریں۔ اور علم سے لیس ہوں تاکہ مؤثر انداز میں باطل کا رد کر سکیں۔ اس کے لیے اسلامی غیرت، علم اور بصیرت کو فروغ دینا ہو گا۔

حضرت زینبؓ کا کردار ہر دور کی خواتین کے لیے جرات، حکمت، وفاداری، اور صبر کی عظیم مثال ہے۔ آج کی داعیات کو چاہیے کہ وہ ان کی پیروی میں حق کی حمایت، باطل کی مخالفت، اور صبر و عزیمت کا پیکر بنیں تاکہ معاشرہ ظلم، بے حیائی، اور نافرمانی سے نجات پا سکے۔

دعوت وارشاد میں حضرت اسماءؓ کا کردار

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کا اسلام میں کردار نہایت اہم، تاریخی اور قابلِ فخر ہے۔ آپ نے نہ صرف نبوت کے ابتدائی دور میں رسول اکرم ﷺ کی خفیہ مدد کی بلکہ ہجرت کے نازک موقع پر بھی غیر معمولی بہادری، فہم و فراست اور ایثار کا مظاہرہ کیا۔ آپ کا لقب ذات النطاقین اسی قربانی اور جذبۂ ایمان کی یادگار ہے۔ آپ نے اسلام کے ابتدائی دور ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا اور صبر و استقامت کی روشن مثال بنی تھیں۔ نبوت کے تیرہویں سال رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کا ارادہ فرمایا۔ مشرکینِ مکہ نے آپ ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اللہ کے حکم سے نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ غارِ ثور میں تین دن قیام فرمایا۔

اس موقع پر حضرت اسماءؓ کا کردار بے نظیر ہے۔ حضرت اسماءؓ کو یہ عظیم راز معلوم تھا کہ نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کہاں چھپے ہوئے ہیں، مگر انہوں نے نہ کبھی کسی کو بتایا، نہ کسی دباؤ میں آکر حقیقت ظاہر کی۔ جب کفارِ قریش حضرت ابو بکرؓ کے گھر آئے اور ان سے رسول اللہ ﷺ کا پتا پوچھا، تو حضرت اسماءؓ نے پُر عزم لہجے میں انکار کیا۔ ایک مشرک نے طیش میں آکر ان کے چہرے پر زور سے تھپڑ مارا جس سے ان کا کان کی بالی

[13]Ibn Ḥajar al-ʻAsqalānī, Aḥmad ibn ʻAlī, *Al-Iṣāba fī Tamyīz aṣ-Ṣaḥāba* (Beirut: Dār Iḥyā' at-Turāth al-ʻArabī, 1416 AH/1995), 8:158–160.
[14]Āl ʻImrān, 3:26.

ٹوٹ گئی، مگر وہ پھر بھی خاموش رہیں۔[15]

آپ روزانہ کھانے پینے کا سامان لے کر غارِ ثور تک جاتی تھیں۔ چونکہ رسی اور کپڑے کی قلت تھی، اس لیے آپ نے اپنے کمر بند (نطاق) کو دو ٹکڑے کر کے ایک میں سامان باندھا اور دوسرے سے مشک کو لٹکایا۔ اس فدائیت پر نبی کریم ﷺ نے انہیں "ذات النطاقین" (دو نطاقوں والی) کا لقب عطا فرمایا۔

"فَسَمَّاهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ"[16]

"رسول اللہ ﷺ نے انہیں ذات النطاقین کا لقب دیا۔"

حضرت اسماءؓ نے ہجرت کے وقت اپنی جان، عزت اور گھر کی آسائشات سب کچھ اسلام کے لیے قربان کیا۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کی شخصیت نبی کریم ﷺ کی قربت، دین کی خدمت، رازداری، ایثار اور استقامت کا ایسا حسین امتزاج ہے جس پر امت ہمیشہ فخر کرتی رہے گی۔ ان کا کردار اسلامی تاریخ کا روشن باب ہے جس سے ہر مسلمان عورت کو رہنمائی حاصل کرنی چاہیے۔ حضرت اسماءؓ نے نبی کریم ﷺ کی جان بچانے میں عملی طور پر حصہ لیا۔ مردوں کے مقابلے میں خطرناک کام کو بہادری سے انجام دیا۔ گھریلو ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ دین کی خدمت میں بھی اپنا کردار ادا کریں۔ دین کے تحفظ کے لیے اپنی جان و عزت، سب کچھ قربان کیا۔[17]

آپ نے اسلام کے پیغام کو اگلی نسلوں تک منتقل کرنے میں بھی اہم کردار ادا کیا، خاص طور پر اپنے بیٹے عبد اللہ بن زبیرؓ کو ایک بہادر، دیندار اور سرفروش مجاہد کے طور پر تربیت دی۔ خاص طور پر جب حجاج بن یوسف نے ان کے خلاف مکہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ آپؓ نے بیٹے سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"اگر تم حق پر ہو اور اس کی طرف بلاتے ہو تو پھر صبر کرو یہاں تک کہ اللہ تمہارے حق میں فیصلہ کرے۔ بیٹا! مرنا عزت کی زندگی ہے، اور ذلت کے ساتھ جینا ناپسندیدہ ہے۔"[18]

موجودہ دور میں بعض داعیات دعوت میں فعال مگر تربیتِ اولاد سے غافل ہیں اور بعض آرام دہ ماحول تک محدود ہیں حضرت اسماءؓ نے خواتین کے لیے عملی دعوت و تعلیم کا نمونہ پیش کیا۔ آپ نے خواتین میں علم دین، صبر، غیرتِ ایمانی اور فہم دین کو عام کیا۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کا کردار آج کی خواتین کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ آج کی مسلم عورت خصوصاً داعیہ کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ موجودہ حالات کے آگے سر جھکا دیں اور یہ کہہ دیں کہ لوگ اسی روش پر چل پڑے ہیں اس لیے میں اسے بدل نہیں سکتی۔ داعیہ خواتین کو چاہئے کہ وہ حضرت اسماءؓ کی طرح ایثار، وفا، فہم دین اور بہادری کا مظاہرہ کریں۔ تعلیم، دعوت، صبر اور حق گوئی میں ان کے نقشِ قدم پر چلیں۔

عصر حاضر کی داعیات کو سوشل میڈیا کے دباؤ اور شہرت کے رجحان سے بچنا ہو گا، کیونکہ اسماءؓ نے خدمت دین کو شہرت کا ذریعہ نہیں بنایا۔ آج کی داعیات کو عملی طور پر میدان میں آنا ہو گا، صرف تقریروں سے دعوت مکمل نہیں ہوتی۔ بلکہ ایثار، قربانی، حیا، استقامت اور خاندانی تربیت میں

[15] Sa‘d, Muḥammad ibn Sa‘d, *Aṭ-Ṭabaqāt al-Kubrā* (Lahore: Rāz Publications, 1418 AH/1997), 1:180–181.

[16] Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-Manāqib, Ḥadīth no. 3906.

[17] Ibn Kathīr, *Al-Bidāya wa an-Nihāya*, 3:222–225.

[18] Ibn Kathīr, *Al-Bidāya wa an-Nihāya*, 9:328–330.

حضرت اسماءؓ جیسی عظمت پیدا کرنی ہوگی۔ تو ہی معاشرے کی اصلاح ممکن ہو سکتی ہے۔

حضرت بابا فرید الدین کی والدہ کا دعوتی کردار

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ (1173ء–1266ء) سلسلہ چشت کے عظیم صوفی بزرگ تھے جنہوں نے برصغیر میں دینِ اسلام کے فروغ اور روحانیت کی شمع روشن کی۔ انہوں نے اپنی تعلیمات کے ذریعے ہزاروں لوگوں کے دلوں کو اللہ کی طرف مائل کیا اور انسانیت کی خدمت کو فروغ دیا۔[19]

ان کی شخصیت کی تشکیل اور دینی جذبے میں ان کی والدہ ماجدہ کا نمایاں کردار تھا۔ ان کی والدہ نے نہ صرف ان کی تربیت میں اسلامی اقدار کو راسخ کیا بلکہ عملی دعوت دین کی بنیاد بھی رکھی۔ ان کی زندگی میں عاجزی، انکساری اور محبت کے جذبات ان کی والدہ کی روحانی تربیت کا نتیجہ تھے۔[20]

حضرت بابا فریدؒ کی والدہ محترمہ ایک نیک سیرت، پرہیزگار اور دین دار خاتون تھیں۔ انہوں نے بچپن سے ہی بابا فریدؒ کے دل میں اللہ کی محبت اور نیکی کا شوق پیدا کیا۔ وہ اکثر فرمایا کرتی تھیں: "بیٹا! نماز ترک نہ کرنا، اللہ کی یاد میں رہنا۔[21]

ان کی والدہ نے بابا فریدؒ کو اللہ کی محبت، تقویٰ، صبر، اور زہد کی تلقین کی۔ انہوں نے قرآن مجید اور دین کی بنیادی تعلیمات سے بابا فریدؒ کو آراستہ کیا۔ بابا فریدؒ کے دل میں جو عشقِ الٰہی، خدمتِ خلق اور سادگی پیدا ہوئی، اس کا بنیادی ذریعہ ان کی والدہ کی صحبت تھی۔ ماں کی دعا، تربیت اور نصیحت نے انہیں عظیم صوفی اور داعیٔ اسلام بنایا۔

حضرت بابا فریدؒ کی والدہ محترمہ ایک نیک سیرت اور متقی خاتون تھیں۔ انہوں نے بچپن سے ہی بابا فریدؒ کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور نماز کی اہمیت پیدا کی۔ ایک روایت کے مطابق جب وہ بچپن میں کھیل میں مشغول ہوتے تو والدہ فرمایا کرتی تھیں:

> "بیٹا! جس طرح دانے زمین میں ڈالے جاتے ہیں اور وقت گزرنے کے بعد وہ فصل بن کر اُگتے ہیں، اسی طرح نماز کا بیج بو دو تاکہ ایمان کی فصل اگے۔"[22]

بی بی صاحبہ نے نہایت توجہ اور محنت سے اپنے صاحبزادے کی پرورش کی۔ بابا فریدؒ ابھی بچے تھے کہ ان کی والدہ عبادت کی ترغیب کے لئے روزانہ ان کی جائے نماز کے نیچے شکر کی ایک پڑیا رکھ دیتی تھیں اور کہتی تھیں: "بیٹا جو بچے دل سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں انہیں روزانہ جائے نماز کے نیچے سے شکر ملتی ہے۔" ایک دن والدہ صاحبہ شکر کی پڑیا رکھنا بھول گئیں۔ جب انہیں خیال آیا تو بابا فریدؒ نماز پڑھ چکے تھے۔ انہوں نے دریافت کیا: "بیٹا تم نے نماز ادا کرلی؟" بابا فریدؒ نے ادب سے فرمایا: "جی اماں جان! میں نے نماز ادا کرلی ہے اور شکر بھی کھالی۔" یہ حال دیکھ کر وہ سمجھ گئیں کہ بچے کے اندر یقین کا نور پیدا ہوگیا ہے اور اللہ کی بارگاہ سے لطف و اکرام بھی حاصل ہے۔ اس دن سے انہوں نے اپنے بیٹے کو مسعود

[19] Amīn, Sayyid Muḥammad Amīn, *Chishtiyān Silsile kī Tārīkh* (Lahore: Idāra Taṣawwuf wa Tārīkh, 1442 AH/2020), 54–56.

[20] Amīn, *Chishtiyān Silsile kī Tārīkh*, 54–56.

[21] Niẓām ad-Dīn Awliyā', Khwāja, *Siyar al-Awliyā* (Lahore: Idāra Thaqāfat-e-Islāmiyya, n.d.), 49.

[22] Niẓām ad-Dīn Awliyā', *Siyar al-Awliyā*, 49.

گنج شکرؒ کہنا شروع کر دیا۔[23]

آج کی خواتین کے لیے یہ پیغام ہے کہ وہ گھر کو پہلی درسگاہ بنائیں۔ بچوں میں اللہ کی محبت، نماز، اخلاق اور صبر کی خوبیاں بچپن سے پیدا کریں۔ جدید دور میں جہاں موبائل، انٹرنیٹ اور غیر اخلاقی رجحانات بچوں کو دین سے دور کر رہے ہیں۔ بی بی قرسم خاتونؒ کی طرح نرمی، محبت اور دانائی سے تربیت دی جائے تاکہ دلوں میں دین کی روشنی جگائی جا سکے۔

ان کی والدہ کی عملی زندگی خود دعوتِ دین کی مثال تھی۔ عبادات، سخاوت، صبر اور عاجزی ان کی زندگی کے نمایاں پہلو تھے۔ بی بی قرسم خاتونؒ پوری رات عبادت میں مشغول رہتی تھیں۔ ایک رات بی بی قرسم خاتونؒ تہجد کی نماز پڑھ رہی تھیں کہ ایک چور گھر میں گھس آیا۔ بی بی صاحبہؒ نے نظر ڈالی تو چور اندھا ہو گیا، چور نے روتے ہوئے کہا، میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ چوری نہیں کرونگا۔ اسی وقت بصارت لوٹ آئی۔ اس نے بی بی صاحبہ کے قدموں میں گر کر معافی مانگی۔ اگلی صبح وہ اپنی بیوی بچوں کو لے کر بی بی قرسم خاتونؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اہل و عیال سمیت مسلمان ہو گیا۔ آپ نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔[24]

چور کے ایمان لانے والا واقعہ ہمیں سکھاتا ہے کہ نرمی اور عفو درگزر کیسے دل بدل سکتے ہیں۔ آج کی داعیات کو چاہیے کہ وہ غصے، سختی اور نفرت کی بجائے محبت، صبر اور دعا کو دعوتی اسلوب بنائیں۔

حضرت بابا فریدؒ کی والدہ کی مثال عصرِ حاضر کی خواتین کے لیے مشعلِ راہ ہے کہ اولاد کی ابتدائی دینی تربیت ہی قوم و ملت کے روشن مستقبل کی ضمانت ہے۔ یہاں ایک اہم سوال یہ پیدا ہوتا کہ کیا آج کی مائیں بھی اس انداز میں اپنا کردار ادا کر رہی ہیں؟ اگر نہیں تو اس کی دو ہی وجوہات ہیں اول: دین سے دوری؛ بد قسمتی سے، مادیت پرستی، سوشل میڈیا، اور مغربی کلچر کی یلغار نے کئی ماؤں کو دینی تربیت سے غافل کر دیا ہے۔ اور اس کا نتیجہ بچے دین سے دور اور صرف دنیاوی تعلیم و ترقی کے پیچھے لگ گئے ہیں۔ دوم: روحانی ماحول کی کمی: گھروں میں نماز، ذکر، قرآن اور دعاؤں کی کمی نے اخلاقی بگاڑ پیدا کیا ہے۔ مائیں خود اگر دین سے دور ہوں تو نسل بھی محروم رہتی ہے۔ خواتین کو چاہیے کہ وہ اپنے گھروں کو اسلامی تربیت گاہ بنائیں۔ جدید دور کی داعیات کو حضرت بابا فریدؒ کی والدہ کی طرح بچوں میں نماز کی ترغیب، دعاؤں کا اہتمام، کردار کی پاکیزگی اور محبت و شفقت کے ذریعے دعوت دین کے روشنی کو عام کرنا ہو گا۔

موجودہ دور میں خواتین بالخصوص مائیں، اسلامی معاشرت کی بنیاد ہیں۔ جیسی تربیت مائیں کریں گی ویسا معاشرہ تشکیل پائے گا۔ خواتین کو حضرت بابا فریدؒ کی والدہ کی پیروی کرتے ہوئے بچوں میں دین، اخلاق، محبت اور خدمتِ خلق کی روح بیدار کرنی چاہیے۔

عصرِ حاضر کی داعیات کو خود کو عملی طور پر اسلام کی تصویر بنانا چاہیے تاکہ ان کا کردار دوسروں کے لیے دعوت بن جائے۔ صرف زبانی دعوت کے بجائے عملی کردار، سخاوت، عاجزی اور صبر سے اسلام کی روشنی پھیلائی جا سکتی ہے۔ حاضر کی داعیات اگر بی بی قرسم خاتونؒ کی سیرت کو اپنائیں گی تو معاشرہ روحانی اور اخلاقی طور پر بیدار ہو گا۔ آج بھی ہر داعیہ اپنے گھر سے ایک بابا فریدؒ کی تربیت کر سکتی ہے۔ خواتین صرف گھر تک محدود نہ رہیں بلکہ معاشرتی سطح پر بھی اخلاقیات، علم، اخوت اور انسان دوستی کی دعوت کو فروغ دیں۔ حضرت بابا فریدؒ کی والدہ کی تربیت نے ایک ولی کامل پیدا کیا جس کی روحانیت نے صدیوں تک برصغیر میں روشنی پھیلائی۔ آج کی داعیات کو چاہیے کہ وہ ان جیسی ماؤں کی مثال سے سبق لیں اور

[23] ʻAṭṭār, Farīd ad-Dīn, *Tadhkirat al-Awliyā* (Lahore: Bazm-e-Ṣūfiyya, n.d.), 391–392.

[24] Niẓām ad-Dīn Awliyā’, *Siyar al-Awliyā*, 51–52.

معاشرتی تبدیلی میں اپنا مؤثر کردار ادا کریں۔

اہل خانہ کے درمیان دعوت واصلاح

یقیناً ہمارے اہل خانہ سب سے زیادہ اس بات کے مستحق ہیں کہ انہیں دین کی حقیقت سمجھائی جائے اللہ سے محبت اور اس کے تقاضے واضح کیے جائیں ایک داعیہ کو گھر بچوں کے حوالے سے رائی یعنی نگران کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ اور وہ اس بارے میں مسئول ہو گی البتہ شوہر قوام کی ذمہ داری کی بناپر تمام اہل خانہ بشمول بیوی اور بچوں کے لیے مسئول ہے۔ جبکہ خاتون خانہ کی مسولیت میں شوہر کی ذمہ داری شامل نہیں ہے۔ تاہم شوہر سے محبت اور خیر خواہی کا تقاضا یہ ہے کہ اگر وہ دین کی بنیاد اور جزیات سے ناواقف ہے۔ تو پیار اور محبت اور حکمت سے اس تک بھی دین کی دعوت پہنچائی جائے اور اصلاح طلب امور میں اصلاح کا راستہ سمجھایا جائے فرمان الہٰی ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ [25]

"مومنو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آتش (جہنم) سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور جس پر تند خو اور سخت مزاج فرشتے مقرر ہیں جو ارشاد اللہ ان کو فرماتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ان کو ملتا ہے اسے بجالاتے ہیں"

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اپنے آپ کو اور اہل وعیال کو خیر کے کام سکھاؤ اور انہیں اسلامی آداب سکھاؤ تاکہ تم سب جہنم سے بچ سکو۔[26]

اس ارشاد میں قطع نظر مرد وعورت کے اپنے گھر والوں کو اللہ کی ناراضگی اور اس کے انجام سے بچانے کی فکر کرنے کو کہا گیا ہے۔

صحابیات میں اس کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں مثلاً سیدہ ام حکیم بنت الحارث رضی اللہ تعالی عنہ کی شادی اکرمہ رضی اللہ تعالی عنہ بن ابو جہل سے ہوئی تھی وہ خود تو فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائیں لیکن ان کے شوہر بھاگ کر یمن چلے گئے سیدہ ام حکیم رضی اللہ عنہانے یمن کا سفر کیا اور ان کو دعوت اسلام دی وہ مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ کر خوشی سے اچھل پڑے۔[27]

ایک داعیہ اگر اپنے گھر کو اپنی دعوت کا پہلا میدان قرار دیتے ہوئے اس منزل کو سر کرے گی تو شوہر، بچوں اور دیگر اہل خانہ کا تعاون اس کے لیے اگلی منزلوں کو حاصل کرنے میں مدد ومعاون بن جائے گا جو داعیات اپنے گھر کی اصلاح کو اہمیت نہیں دیتی یا بوجہ نظر انداز کر دیتی ہیں تو ان کے لیے شوہر اور بچے راستے کی رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ حکم ربانی ہے:

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ [28]

"اور اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ڈر سنا دو (یعنی ڈراؤ)"

---

[25] Al-Taḥrīm, 66:6.

[26] Al-Suyūṭī, Jalāl ad-Dīn, *Ad-Durr al-Manthūr fī at-Tafsīr bi al-Ma'thūr* (Beirut: Dār al-Fikr, 1416 AH/1996), 8:224.

[27] Al-Bayhaqī, Aḥmad ibn al-Ḥusayn, *Dalā'il an-Nubuwwa wa Ma'rifat Aḥwāl Ṣāḥib ash-Sharī'a* (Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1424 AH/2003), 5:138.

[28] Al-Shu'arā', 26:214.

خاندانی زندگی میں تانے بانے یوں جڑے رہتے ہیں کہ قدم قدم پر دوسرے کے محتاج ہوتے ہیں سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ نے حالت کفر میں سیدہ ام سلیم رضی اللہ تعالی عنہا سے نکاح کرنا چاہا لیکن انہوں نے کہا "تم کافر ہو اور میں مسلمان' نکاح کیونکر ہو سکتا ہے؟ اگر اسلام قبول کر لو تو وہی میرا مہر ہو گا اس کے سوا تم سے کچھ نہ مانگوں گی؟" چنانچہ وہ مسلمان ہو گئے اور اسلام ہی ان کا مہر قرار پایا۔[29]

داعیات کو اس بات کی اہمیت کو سمجھنا چاہیے کہ خاندان میں دینی اقدار کے فروغ سے خاندانی تعلقات کو بھی استوار رکھا جا سکتا ہے۔ اور دعوت دین کی راہ میں ان کی حمایت اور تعاون بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ خاندان میں دعوت کے کام سے غفلت ہمیں دوسروں کی نگاہ میں بھی غیر معتبر بنانے کا باعث ہو گی اور اللہ کے ہاں گرفت کی بھی۔

ایک بار سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ مسجد سے آرہے تھے۔ کہ راہ میں ان سے بی بی سیدہ خولہ رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہو گئی اور انہوں نے ان کو سلام کیا۔۔ بولیں: "عمر رضی اللہ عنہا! میں نے تمہارا وہ زمانہ دیکھا ہے۔ جب تم کو لوگ بازار عکاظ میں عمر کہتے تھے۔ اور اب تو تمہارا لقب امیر المومنین ہے۔ بس رعایہ کے معاملے میں اللہ سے ڈرو اور یقین کرو کہ جو شخص عذاب الہی سے ڈرے گا۔ وہ قیامت کو دور نہیں سمجھے گا۔ اور جو موت سے ڈر گیا۔ اس کو فوت ہو جانے کا خوف لگا رہے گا" ایک شخص جو ساتھ میں تھے بولے: "بی بی! تم نے تو امیر مومنین کو بہت کچھ کہہ ڈالا۔" لیکن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"جانے دو، یہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا ہیں اور ابادی بن سامت رضی اللہ عنہ کی بی بی ہیں۔ اللہ تعالی نے سات آسمان کے اوپر سے ان کی بات سن لی تھی، پھر عمر رضی اللہ عنہ کو تو اور سننا چاہیے"۔[30]

انہی کے متعلق یہ آیت بھی نازل ہوئی تھی قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ[31] "اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو تم سے جھگڑتی تھی"

عصری تقاضوں کا شعور

ایک داعیہ دین مختلف پہلو سے اپنے عصری تقاضوں سے غافل اور بے پرواہ رہتے ہوئے موثر نتائج حاصل نہیں کر سکتی۔ یقیناً آج کی داعیہ کے لیے بھی یہ پہلو بہت اہمیت کا حامل ہے۔ آج کا دور زمانی اعتبار سے 21 یسویں صدی، مکانی اعتبار سے گلوبل ولج، ٹکنیکی اعتبار سے انفارمیشن اور پوسٹ انفارمیشن دور تعلیمی اعتبار سے تخصص، معاشی اعتبار سے صنعت سازی اور مادیت پسندی، سیاسی اعتبار سے جمہوریت اور تہذیبی اعتبار سے عالمی یلغار اور استعمار کا دور ہے۔ دعوت دین کا میدان بھی وسیع ہو چکا ہے۔ داعیہ کو خود کو مسلسل بہتر بناتے رہنا چاہیے۔ آج کی داعیہ کو صرف ماضی کی باتوں کو دہرانے والا نہیں بلکہ وقت کی نبض کو سمجھنے والا مصلح اور رہنما بننا ہو گا۔ جدید زبان و اسلوب میں بات کرنے کی صلاحیت پیدا کرنی ہو گی۔ محض خطابت نہیں، علم، تجزیہ اور دلیل پر مبنی گفتگو کرنی ہو گی۔

---

[29] Ibn Athīr, ‘Alī ibn Muḥammad, *Asad al-Ghāba fī Ma‘rifat aṣ-Ṣaḥāba* (Beirut: Dār al-Kitāb al-‘Arabī, 1409 AH/1989), 5:605.

[30] Al-Qurṭubī, Muḥammad ibn Aḥmad, *Al-Jāmi‘ li-Aḥkām al-Qur’ān* (Beirut: Dār al-Fikr, 1421 AH/2000), 20:242–243.

[31] Al-Mujādala, 58:1.

خلاصہ بحث

اسلامی نقطۂ نظر سے خواتین کی دعوتی سرگرمیاں معاشرے کی فکری و اخلاقی تطہیر کا ایک اہم ذریعہ ہیں۔ ان سرگرمیوں کو مؤثر بنانے کے لیے ضروری ہے کہ خواتین دین کا گہرا علم حاصل کریں، عصری زبان و اسلوب اپنائیں، اور اپنی دعوت کو اخلاص، ہمدردی، اور حکمت پر قائم رکھیں۔ خواتین کی دعوتی سرگرمیاں عصرِ حاضر کے فکری انتشار میں ایک روشنی کی مانند ہیں۔ اگر داعیات دینی بصیرت کے ساتھ جدید شعور اور سلیقے کو اپنالیں، تو وہ نہ صرف اسلامی اقدار کی محافظ بن سکتی ہیں بلکہ نوجوان نسل کے ذہنوں میں پیدا ہونے والے سوالات کا بھی مدلل جواب دے سکتی ہیں۔ اسلامی تعلیمات کی روح کے مطابق، خواتین کا دعوتی کردار نہ صرف جائز بلکہ ناگزیر ہے بشرطیکہ وہ علم، حکمت، وقار، اور حدودِ شریعت کے دائرے میں ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

* Amīn, Sayyid Muḥammad Amīn. *Chishtiyān Silsile kī Tārīkh*. Lahore: Idāra Taṣawwuf wa Tārīkh, 1442 AH/2020.
* Niẓām ad-Dīn Awliyā’, Khwāja. *Siyar al-Awliyā*. Lahore: Idāra Thaqāfat-e-Islāmiyya, n.d.
* ‘Aṭṭār, Farīd ad-Dīn. *Tadhkirat al-Awliyā*. Lahore: Bazm-e-Ṣūfiyya, n.d.
* As-Suyūṭī, Jalāl ad-Dīn. *Ad-Durr al-Manthūr fī at-Tafsīr bi al-Ma’thūr*. Beirut: Dār al-Fikr, 1416 AH/1996.
* Ibn Athīr, ‘Alī ibn Muḥammad. *Asad al-Ghāba fī Ma‘rifat aṣ-Ṣaḥāba*. Beirut: Dār al-Kitāb al-‘Arabī, 1409 AH/1989.
* Sa‘d, Muḥammad ibn Sa‘d. *Aṭ-Ṭabaqāt al-Kubrā*. Lahore: Rāz Publications, 1418 AH/1997.